عصر ترکی میں مدون شدہ منتخب اسلامی موسوعات کا تعارفی مطالعہ

An Introductory Study of Some selected Islamic Encyclopaedias compiled in Turkish Era

Dr. Sadna Zeb

لیکچرر، سنٹر فار عریبک اند اسلامک سٹڈیز، وومن یونیوسٹی صوابی

ABSTRACT

The whole Islamic history can be divided into five different eras among which the fourth era is called the Turkish Era (656-1798 AD). As Islam has its own rich history due to its contribution to almost every aspect of human life, but the compilation of knowledge with its multiplicities has its own distinguished status. Although the Turkish era is called "the age of decline of knowledge" but it has been repudiated because a large number of books have been added to the series of world libraries in various fields/subjects. To evaluate the addition in to the specific area i.e. encyclopaedia writing, the current study is an attempt to make the reader know about the rich and diversified knowledge, disseminated in this era. Many books have been written down and researches are conducted in this field of study but there is lack of knowledge about this area for Urdu speakers. For this purpose, this study has an introductory sketch about the famous encyclopaedias written during the Turkish era. Adding more, the second purpose of this research is to investigate that why the Turkish era is being labelled as the era of decline of knowledge. The present research has used descriptive method, which is basically divided into three parts. First part is about the introduction and history of encyclopaedia, its status in the beginning of Islamic era. The second part contains a detailed study of Islamic encyclopaedias in Turkish era, and the famous writers. At the end, the article deals with the results of the study.

Key words: Islamic encyclopaedias, Islamic era, Turkish era, Writers, Introduction

ابنِ آدم مہد سے لحد تک کے سفر کے دوران بہت سی چیزوں اور تصورات کا ادراک حاصل کرتا ہے، چونکہ علم کے لیے "ما حصل فی الذهن" کے حصار کی تخصیص رکھی گئی ہے۔ اس لئے حصولِ علم کے لیے طالبِ علم کا رُخ ہمیشہ معلوم سے نامعلوم کی طرف قائم رہتا ہے اور وہ اس حصول کی مقدار قدم بقدم بڑھاتا رہتا ہے، اپنے پرانے علم کی بنیاد پر نئے علم کی بلند و بالا عمارات استوار کرتا ہے اور ایک کے بعد دوسرے

سنگِ میل کو طے کرتا چلا جاتا ہے۔ حصولِ علم کے ذرائع میں خود انسان کی ذات، کائنات اور تاریخ اہم ترین ہیں لیکن اس فہرست میں استاد اور کتاب کی حیثیت باقی عناصر سے کہیں زیادہ ہیں۔ کتاب کو کسی موضوع کے تحت ہی مرتب کیا جاتا ہے جو کسی خاص مقصد کے حصول کے لئے وجود پاتی ہے۔ خود اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام کو بھی کتاب کے نام سے پکار کر لفظِ کتاب کو عزت و توقیر بخشی ہے۔

ذلك الكتاب لا ريب فيه.[1]

کتاب کی ہیئت و ترتیب ہر دور میں مختلف رہی ہے، کبھی موضوعی اور کبھی مختلف الموضوع۔ معلومات کے حوالے سے کتاب کی جامع ترین شکل کو دائرۃ المعارف کا نام دیا جاتا ہے۔ دائرۃ المعارف اہلِ علم کی ضروریات کی تکمیل اور راہنمائی کرتی ہے۔ اس میں درج معلومات ایک سندی حیثیت رکھنے کے ساتھ ساتھ فنی اصطلاحات کی وضاحت بھی کرتی ہے۔ عربی زبان میں بھی ڈھیر ساری ایسی مجموعات اور کتابیں ملتی ہیں جن کو موسوعات کا نام دیا جاسکتا ہے۔ علومِ اسلامیہ نے پہلے ہی عہد سے موسوعات کی ترویج واشاعت کی ضرورت کو بھانپ لیا اور اسی طرح فنِ حدیث میں لکھی گئی مسانید عصرِ اسلامی کی اولین موسوعات / انسائکلوپیڈیاز قرار پائیں۔

مجموعی طور پر پوری مسلم تاریخ کو پانچ ادوار میں تقسیم کیا جاتا ہے؛ نبوی، اموی، عباسی، ترکی اور عصرِ حاضر۔ ان تمام ادوار میں علوم اسلامیہ کی اشاعت و تدوین اور ترتیب و ترویج پر مسلمانوں نے بیش بہا کام کیا۔ جس میں سے ہر دور کے اپنے امتیازات و اختصاصات ہیں۔ ان ادوار میں عصر ترکی بھی ایک خاص اہمیت کا حامل دور ہے۔ لیکن بدقسمتی سے علمی میدان کے لوگ اس کو علمی تخلف اور ادبی تأخر کا زمانہ گردانتے ہیں۔ اس کی دو توجیہات کی جاسکتی ہے:

اول یہ کہ یہ دور اگرچہ اسلامی سیاسی اعتبار سے انحطاط کا رہا لیکن علمی اعتبار سے ماقبل عصور سے چنداں کمزور نہیں رہا۔

دوم یہ کہ یہ دور ماقبل عصور کی طرح تجدیدی اور اختراعی علمی ذخائر سے قاصر رہا جس کی وجہ سے اس کو عصر انحطاط کہا جاسکتا ہے۔ البتہ کئی علمی تفاسیر، حدیث واصول حدیث اور تاریخ کی کتابیں اس دور میں مدون کی گئیں۔ عصر ترکی میں ان تمام موسوعات کا ظہور ان کی اس غلط فہمی کی کھلی اور واضح تردید کرتی ہے، بلکہ عصرِ ترکی میں تو موسوعات کی بہتات کی وجہ سے اس دور کو "عصرِ موسوعاتِ علمیہ" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے[2]۔ اور یہ غلط نہ تھا کیونکہ مشہور موسوعات جو عصر انحطاط[3] میں منظر عام پر آئیں، وہ تقریباً وہی ہیں، جو امتداد زمانہ کے ساتھ رحاب فکر اسلامی میں موسوعات کے نام سے مشہور ہوئیں۔ ذیل میں انسائیکلوپیڈیا کا تعارف، اس کی ضرورت واہمیت کا تذکرہ کیا جاتا ہے۔

انسائیکلوپیڈیا کا تعارف

فی زمانہ معلومات کے حوالے سے کتاب کی جامع ترین شکل کو دائرۃ المعارف کا نام دیا جاتا ہے۔ دائرۃ المعارف اس قابلِ فہم خلاصہ کو کہا جاتا ہے جو یا تو علم کی ہر شاخ کے بارے میں معلومات مہیا کرتا ہے یا کسی ایک خاص موضوع کے جملہ پہلوؤں کو اجاگر کرتا ہے۔ دائرۃ المعارف ایک یا

---

1 البقرۃ، ۲:۲

Al-Baqarah, 2:2

2 مصطفی الشکعہ، مناہج التالیف عند العلماء العرب، دار العلم للملایین، ط۱۵، ۲۰۰۴م، ص:۵۹۱-۵۹۳

Musṭafā Al-Shakʿah, Manāhij al-tālīf ʿinda al-ʿulamāʾ al-ʿarab, Dār al-ʿilm Li al-mulayīn, Edition 15, (2004 AD), Pg# 591-593

3 عصر ترکی کو عصر مملوکی بھی کہا جاتا ہے۔

کئی جلدوں پر مشتمل ہو سکتا ہے اور اس کا انحصار اس میں شامل معلومات پر ہے۔ یہ تحقیقی مضامین یا مختصر نوٹ پر مشتمل ہوتا ہے جن کی ترتیب عموماً الف بائی ہوتی ہے۔[1]

دائرۃ المعارف کو انگریزی میں Encyclopediaیا Encyclopaedia کہتے ہیں۔ انسائیکلو پیڈیا یونانی لفظ ENKUKLOPAIDEIA سے اخذ کیا گیا ہے جس کے لغوی معنی علم اور فن کے لحاظ سے کسی چیز کا سیکھنا اور سکھانا ہے۔ اردو اور عربی میں اس کے لئے دائرۃ المعارف اور قاموس العلم جیسی اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں جس کا مطلب قانون قدرت یا فطری اشیاء کی واقفیت ہے۔ اس کا ہم معنٰی فارسی لفظ دانش نامہ ہے۔[2]

انسائیکلوپیڈیا کی اہمیت

انسائکلوپیڈیا اہلِ علم کی ضروریات کی تکمیل اور راہنمائی کرتی ہے۔ اس میں درج معلومات ایک سندی حیثیت رکھنے کا کام بھی دیتی ہے اور فنی اصطلاحات کی وضاحت بھی کرتی ہے ۔اس میں موضوعات وعنوانات کے انتخاب میں توازن کو برقرار رکھا جاتا ہے تا کہ ادب، مذہب، تاریخ، جغرافیہ، سیاست، سوانح اور تکنیکی علوم میں سے کوئی بھی تشنہ نہ رہ جائے۔ مشہور انسائیکلوپیڈیاز میں Americana, Britannica اور Compton's کے انسائیکلوپیڈیاز شامل ہیں جبکہ آج کے ترقی یافتہ دور میں تقریباً ہر میدانِ علم کے لیے الگ الگ انسائیکلوپیڈیا بھی موجود ہیں۔ جیسا کہ Encyclopedia of Sociology ، Encyclopedia of Statistical Sciences اور Encyclopedia of Business وغیرہ۔ کتابی شکل کے علاوہ آج کل بہت سے ڈیجیٹل انسائیکلوپیڈیاز بھی دستیاب ہیں جو کمپیوٹر یا کسی اور ڈیجیٹل آلے کے ذریعے استعمال کیے جاسکتے ہیں اور جن میں سمعی اور بصری مواد کا اچھا خاصا ذخیرہ موجود ہوتا ہے۔ جیسے کہ Britannica اور Encarta وغیرہ۔

انسائیکلوپیڈیا کی تاریخ

ہر دور میں علم و فن کی ضرورت کو بھانپ کر اُس کی دستیاب شکل کو فروغ دینے کی کوشش کی گئی ہے تا آنکہ ہر فن میں اسی فن کے تمام اسس و متعلقات کو جمع کیا جانے لگا جیسا کہ ادب و تاریخ، سیاست و آثار، معاشرت و آداب اور اور مذہب و دین میں سے ہر ایک میں مروجہ فنون کی ایک جامع کتاب موجود ہے۔ عربی زبان میں بھی ڈھیر ساری ایسی مجموعات اور کتابیں ملتی ہیں جو مذکورہ موضوعات میں سے کسی نہ کسی ایک کے ساتھ جزوی طور پر مختص ہوتی ہے۔ جن کو موسوعات کا نام دیا جا سکتا ہے۔

عصرِ اسلامی میں انسائیکلوپیڈیا کی بدایات کا جائزہ

علومِ اسلامیہ نے پہلے ہی عہد سے موسوعات کی ترویج واشاعت کی ضرورت کو بھانپ لیا اور اسی طرح فنِ حدیث میں لکھی گئی مسانید عصرِ اسلامی کی اولین موسوعات / انسائکلوپیڈیا قرار پائیں۔ عصرِ خلفاء راشدینؓ میں ہم دیکھتے ہیں کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ (۴۰ھ) کے پاس

[1] Jonathan Crowther: Oxford Advanced Learner's Dictionary, Fifth Edition, Oxford University Press, UK, 1995. Pg# 380

[2] Jonathan Crowther: Oxford Advanced Learner's Dictionary, Pg# 380

ایک کتاب ہوا کرتی تھی جس میں جرائم اور زکوۃ و قربانی کے جانوروں کی معتد بہا عمر کے متعلق تفاصیل ذکر تھیں جس کو ہم اِس فن کا اولین انسائکلوپیڈیا قرار دیتے ہیں۔[1]

دوسری صدی ہجری کی نصفِ ثانی سے باقاعدہ طور پر مختلف علوم میں انسائیکلوپیڈیا لکھنے کا آغاز ہوا اور امام خلیل بنِ احمد الفراہیدی[2] نے "کتاب العین" کے نام سے لغت کا پہلا عربی انسائیکلوپیڈیا لکھا۔ فرقہ ٔجاحظیہ کے امام عثمان الجاحظ[3] نے "البیان و التبیین" اور "کتاب الحیوان" کے نام سے دو ادبی موسوعات جب کہ ابن قتیبہ دینوریؒ[4] نے "عیون الاخبار" کے نام سے ایک انسائکلوپیڈیا لکھا۔ اسی صدی میں فنِ حدیث کے اہم انسائیکلوپیڈیاز میں امام مالکؒ(۱۷۹ھ) کا مؤطا اور امام ابو یوسفؒ(۱۸۲ھ) اور امام محمد الشیبانیؒ(۱۸۹ھ) کی "کتاب الآثار" شامل ہیں۔

---

1 تفصیل کے لئے دیکھئے:

البخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ج۴، ص۱۰۰، رقم الحدیث:۳۱۷۲، اور ج۸، ص۱۵۴، رقم الحدیث:۶۷۵۵

Al-Bukhārī, Muḥammad bin Ismāʿīl, Al-Jāmiʿ al-ṣaḥīḥ, Vol 4, Pg# 100, Hadith No. 3172

Ibid: Vol 8, Pg# 154, Hadith No. 6755

2 **خَلیل بن احمد:**

ابو عبد الرحمن خلیل بن احمد بن عمرو بن تمیم الفراهیدي، الازدي، الیحمدي 100 ہجری کو پیدا ہوئے۔ لغت اور ادب کے امام اور علم العروض کے واضع تھے، سیبویہ نحوي کے استاد تھے۔ بصرہ میں پیدا ہوئے اور وہیں 170 ہجری کو وفات پائی۔ کتاب العین، معاني الحروف، جملة آلات العرب، تفسیر حروف اللغة، کتاب العروض، النقط والشکل اور النغم جیسی کتابوں کے مصنف تھے۔

شمس الدین أحمد بن محمد، وفیات الأعیان، دار صادر– بیروت، ج:۲، ص:۲۴۴-۲۴۸

Shams al-Dīn Aḥmad bin Muḥammad, Wafiyāt al-Aʿyān, Dār Ṣādir, Bairūt, Vol 2, Pg# 244-248

3 **عثمان الجاحِظ**

أبو عثمان عمرو بن بحر بن محبوب الکناني، جاحظ کے نام سے مشہور ہوئے۔ أدب کے علماء میں سے بہت بڑے عالم تھے۔ اور معتزلة میں سے فرقہ جاحظیہ کے امام تھے۔ 163 ہجری کو بصرہ میں پیدا ہوئے اور وہی 255 ہجری کو وفات پائی۔ آخر عمر میں فالج نے حملہ کیا اور وفات اس حالت میں ہوئی کہ کتاب سینہ پر رکھی ہوئی تھی۔ کتاب الحیوان، البیان والتبیین، سحر البیان، البخلاء، المحاسن والأضداد، التبصر بالتجارة، رسالة نشرت في مجلة المجمع العلمي العربيّ، العرافة والفراسة، الربیع والخریف، مسائل القرآن اور اس جیسی تقریبا 200 کتابوں کے مصنف تھے۔

شمس الدین أحمد بن محمد، وفیات الأعیان، ج:۳، ص:۴۷۰-۴۷۵

Shams al-Dīn Aḥmad bin Muḥammad, Wafiyāt al-Aʿyān, Vol 3, Pg# 470-475

4 ابن قُتَیْبَہ:

أبو جعفر أحمد بن عبد اللہ بن مسلم بن قتیبة الدینَوَريّ بغداد میں پیدا ہوئے اور مصر میں وفات پائی۔ أدب اور کتابت سے گہرا تعلق تھا۔ اپنے والد کی غریب القرآن، حدیث اور أدب والأخبار جیسی موضوعات پر لکھی ہوئی 21 کتابوں کو حفظ کیا تھا۔ 221ھ میں مصر کی قاضی کا عہدہ دیا گیا۔

شمس الدین أحمد بن محمد، وفیات الأعیان وأنباء أبناء الزمان، ج:۳، ص:۴۳-۴۵

Shams al-Dīn Aḥmad bin Muḥammad, Wafiyāt al-Aʿyān, Vol 3, Pg# 43-45

تیسری صدی ہجری کے مشہور موسوعات میں ابنِ ہشام[1] کا "سیرۃ ابن ھشام" اور محمد بن جریر الطبری[2] کا "اخبار الرسل والملوك" نامی تاریخی انسائیکلوپیڈیا ہے، جو بارہ جلدوں میں چھپا ہے۔

موسوعات کی تالیف کا یہی سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ احمد بن عبد ربہ[3] نے "العقد الفريد" اور ابو الفرج اصفہانی[4] نے "كتاب الأغاني" لکھا۔ اسی دوران بغداد میں محسن بن علی التنوخی[5] نے ایک دوسری ادبی، فکری، تاریخی اور معاشرتی موسوعۃ "نشوار المحاضرة" کے نام سے لکھا جو "جامع

---

1 **ابن ہشام:**

أبو محمد، جمال الدین عبد اللہ بن یوسف بن أحمد بن عبد اللہ بن یوسف ابن ہشام 708 ہجری کو مصر میں پیدا ہوئے۔ عرب کے أئمۃ میں سے تھے۔ ان کے حوالے سے ابن خلدون نے فرمایا کہ "ہم نے سنا کہ مصر میں ایک عالم پیدا ہوئے ہے جو سیبویہ سے زیادہ ماہر نحو ہے"۔ مغني اللبيب عن كتب الأعاريب، عمدة الطالب في تحقيق تصريف ابن الحاجب، رفع الخصاصة عن قراء الخلاصة، الجامع الصغير، الجامع الكبير، شذور الذهب اور الإعراب عن قواعد الإعراب جیسی کتابوں کے مصنف تھے۔ 761 ہجری کو مصر میں وفات پائی۔

زرکلی، خیر الدین بن محمود، الأعلام، دار العلم للملايين، س ۲۰۰۲ء، ج:۴، ص:۱۴۷

Zarkalī, Khair al-Dīn bin Mahḥmūd, Alaʿlām, Dār al-ʿilm Li al-mulayīn, (2002 AD), Vol 4, Pg# 147

2 **ابن جَرِیر الطَّبري:**

أبو جعفر محمد بن جریر بن یزید الطبري۔ دبلے پتلے جسم کے مالک فصیح انسان تھے، بہت بڑے مؤرخ، مفسر اور امام تھے۔ 224 ہجری کو آمل طبرستان میں پیدا ہوئے، بغداد میں زندگی گزاری اور 310 ہجری کو وہی وفات پائی۔ أخبار الرسل والملوک (تاریخ الطبري)، جامع البيان في تفسير القرآن (تفسیر الطبري)، اختلاف الفقهاء، المسترشد اور جزء في الاعتقاد جیسی کتابوں کے مصنف تھے۔

شمس الدین أحمد بن محمد، وفيات الأعيان، ج: ۴، ص: ۱۹۲

Shams al-Dīn Aḥmad bin Muḥammad, Wafiyāt al-Aʿyān, Vol 4, Pg# 192

3 **احمد ابن عَبْدِ رَبِّہٖ:**

أبو عمر أحمد بن محمد بن عبد ربہ ابن حبیب ابن حُدَیر بن سالم۔ 246 ہجری کو پیدا ہوئے۔ بہت بڑے ادیب، شاعر اور امام تھے۔ قرطبہ کے رہنے والے تھے۔ ان کے جد أعلی میں سے (سالم) مولی لھشام بن عبد الرحمن بن معاویہ آتے ہیں۔ ان کی مشہور کتابوں میں سے "العقد الفرید" ہے۔ اس کے علاوہ الممحّصات اور خمس قصائد نامی تصنیفات بھی ان کے مصنفات میں شامل ہیں۔ اپنی وفات سے چند دن قبل فالج میں مبتلا ہوئے تھے۔ 328 ہجری کو وفات پائی۔

شمس الدین أحمد بن محمد، وفيات الأعيان، ج:۱، ص:۱۱۰

Shams al-Dīn Aḥmad bin Muḥammad, Wafiyāt al-Aʿyān, Vol 1, Pg# 110

4 **أبو الفرج الأَصْبَهاني:**

أبو الفرج الأصبهاني علي بن الحسين بن محمد بن أحمد بن الهيثم المرواني الأموي القرشي۔ ادب کے بہت بڑے امام تھے۔ 284 ہجری اصفہان میں پیدا ہوئے، بغداد میں پلے بڑھے اور وہی 356 ہجری کو وفات پائی۔ الأغاني، مقاتل الطالبيين، نسب بني عبد شمس، الإماء الشواعر، أيام العرب اور التعديل والإنصاف جیسی کتابوں کے مصنف تھے۔

شمس الدین أحمد بن محمد، وفيات الأعيان، ج:۳، ص:۳۰۹

Shams al-Dīn Aḥmad bin Muḥammad, Wafiyāt al-Aʿyān, Vol 3, Pg# 309

5 **القاضي التَّنُوخي:**

أبو علي المحسن بن علي بن محمد بن أبي الفهم داود التنوخي البصري۔ بہت بڑے ادیب اور شاعر تھے۔ بصرہ میں 327 ہجری کو پیدا ہوئے اور وہی پلے بڑھے۔ الفرج بعد الشدة، جامع التواريخ (نشوار المحاضرة)، المستجاد من فعلات الأجواد، دیوان شعر جیسی کتابوں کے مصنف تھے۔ بغداد میں 384 ہجری کو وفات پائی۔

شمس الدین أحمد بن محمد، وفيات الأعيان، ج:۳، ص:۳۶۹

التاریخ "کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ابو حیان التوحیدی[1] جو بہت بڑے عالم، مفکر، فلسفی اور ادیب تھے نے "الامتاع والمؤانسۃ" کے نام سے ایک ادبی موسوعۃ لکھا۔

پانچویں صدی ھجری میں خطیب بغدادی[2] کی تاریخ بغداد، "الفقیہ والمتفقہ "جو بارہ جلدوں میں چھپی ہے اور "الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع "جو دس جلدوں میں لکھی گئی ہے، بھی موسوعات کے اس سلسلہ کی کڑی ہے۔

چھٹی صدی ہجری میں علی بن حسن الدمشقی المعروف بابن عساکر[3] نے "تاریخ دمشق الکبیر" یا "مرآۃ الزمان فی تاریخ الاعیان" کے نام سے چالیس جلدوں پر محیط موسوعۃ لکھا۔ اسی صدی کے مشہور عالم عبدالرحمن بن علی القرشی البغدادی المعروف بابن الجوزی[4] نے ۳۰۰ کتابیں لکھیں جس میں ایک منفرد ادبی اور تاریخی موسوعۃ "المنتظم فی تاریخ الملوك والامم" بھی شامل ہے جو بدقسمتی سے چھ جلدوں سے زیادہ شائع نہ ہو سکی۔

Shams al-Dīn Aḥmad bin Muḥammad, Wafiyāt al-Aʿyān, Vol 3, Pg # 369

1 **ابو حیان التّوحیدي:**

ابوحیان علي بن محمد بن العباس التوحیدي۔ معتزلي فلسفی اور صوفی تھے ان کو صوفیت کا شیخ اور ادیبوں کا فلسفی کہا جاتا ہے، نیسابور میں پیدا ہوئے، بغداد میں پلے بڑھے. ابن الجوزي نے اس کو زندیق کہا ہے۔ المقابسات، الصداقۃ والصدیق، البصائر والذخائر، والمؤانسۃ، الإشارات الإلھیۃ، المحاضرات والمناظرات جیسی کتابوں کے مصنف تھے۔400 ہجری کو وفات پائی۔

زرکلی، خیر الدین بن محمود، الأعلام، ج:۴، ص:۳۲۶

Zarkalī, Khair al-Dīn bin Mahḥmūd, Alaʿlām, Vol 4, Pg# 326

2 **الْخَطِیب البَغْدَادي:**

ابو بکر احمد بن علي بن ثابت البغدادي، خطیب کے لقب سے مشہور ہوئے۔ بڑے مؤرخین میں ان کا شمار ہوتا ہے۔ کوفہ اور مکہ کے درمیان غزیۃ کے علاقے میں 392 ہجری کو پیدا ہوئے، بغداد میں زندگی گزاری اور وہی 463 ہجری کو وفات پائی۔ بہت بڑے ادیب، شاعر اور فصیح لہجہ والے انسان تھے۔ ان کی تصنیفات کی تعداد تقریبا 56 ہے۔ ان میں اہم تاریخ بغداد، البخلاء، الکفایۃ في علم الروایۃ، الفوائد المنتخبۃ، الجامع، لأخلاق الراويّ وآداب السامع، شرف أصحاب الحدیث، الفقیہ والمتفقہ ہیں۔

زرکلی، خیر الدین بن محمود، الأعلام، ج:۱، ص:۱۷۲

Zarkalī, Khair al-Dīn bin Mahḥmūd, Alaʿlām, Vol 1 , Pg# 172

3 **علي بن الحسن ابن عَسَاکِر:**

أبوالقاسم، ثقۃ الدین علي بن الحسن بن ھبۃ اللہ، ابن عساکر الدمشقي بہت بڑے مؤرخ تھے۔499 ہجری کو دمشق میں پیدا ہوئے اور وہی 571 ہجری کو وفات پائی. ان کی مصنفات میں تاریخ دمشق الکبیر (المعروف بتاریخ ابن عساکر)، الإشراف علی معرفۃ الأطراف، تبیین کذب المفتري في مانسب إلی أبي الحسن الأشعري، کشف المغطی في فضل الموطأ وغیرہ شامل ہیں۔

زرکلی، خیر الدین بن محمود، الأعلام، ج:۸، ص:۲۳۶

Zarkalī, Khair al-Dīn bin Mahḥmūd, Alaʿlām, Vol 8, Pg# 236

4 **عبد الرحمن بن علي ابن الجَوْزي:**

محي الدین، أبو المحاسن یوسف بن عبد الرحمن بن علي ابن الجوزي القرشي التیمي البکري البغدادي۔ علامہ ابن جوزي کے بیٹے تھے۔580 ہجری کو پیدا ہوئے۔ 17 برس کی عمر میں والد کی وفات ہوئی۔ تو خلیفہ ناصر کی ماں نے اس کی کفالت کی۔ اپنے والد اور دوسرے علماء ست علم فقہ حاصل کی۔656 ہجری کو وفات ہوئی۔

زرکلی، خیر الدین بن محمود، الأعلام، ج:۱، ص:۹۷

Zarkalī, Khair al-Dīn bin Mahḥmūd, Alaʿlām, Vol 1, Pg# 97

ساتویں صدی ہجری میں علی بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد ابو الحسن عزالدین المعروف بابنِ اثیر[1] نے دو موسوعات متعارف کروائیں، ایک "الکامل فی التاریخ "جو بارہ جلدوں میں اور "اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ "جو پانچ جلدوں میں چھپی ہیں۔ اسی دور کے یاقوت حموی[2] کے دو موسوعات "ارشاد الاریب الی معرفۃ الادیب "جو معجم الادباء کے نام سے مشہور ہے اور دوسرا "معجم البلدان " کے نام سے متعارف ہے، جو بیش قیمت علم جغرافیہ سے متعلق کتابیں ہیں۔

عصرِ ترکی (656ھ-1213ھ) میں موسوعات / انسائیکلوپیڈیاز کا تعارفی مطالعہ

ذیل میں ہم چند منتخب موسوعات اور ان کے مصنفین کا تعارفی مطالعہ کریں گے جس سے ان موسوعات کی اہمیت، علمی مرتبہ اور صاحب موسوعہ کی قدر و منزلت معلوم ہو جائے گی۔ حاشیہ میں مصنف کے حالات زندگی اور متن میں تصنیف کا مختصر جائزہ لیا جائے گا۔

عصرِ ترکی میں موسوعات کے اِس پے در پے ظہور سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ موسوعات صرف عصر مملوکی سے مختص اور جڑی ہوئی چیز نہیں ہے بلکہ یہ فکر اسلامی اور عقل انسانی سے متصل ایک جاری چیز ہے۔ اس دور میں علمی فیض کی اتنی بہتات تھی کہ اکثر و بیشتر خاندان کے تمام کے تمام افراد عالم ہوا کرتے تھے جس کی مثال عزالدین کا خاندان ہے جو "المثل السائر فی ادب الکاتب والشاعر " کے مصنف تھے۔ ان کے بھائی نصر اللہ ادیب تھے اور ان کے تیسرے بھائی اپنے زمانہ کے بہت بڑے مؤرخ تھے۔

بعض علماء کا خیال ہے کہ تاتاریوں کا حملہ موسوعات کے ظہور کا سبب بنا لیکن یہ خیال حقیقت پر مبنی نہیں ہے کیونکہ تاتار کے حملہ سے بہت پہلے عبد الرحمن بن علی القرشی البغدادی المعروف بابن الجوزی (۵۹۷ھ) نے ۳۰۰ کتابیں لکھیں۔ جب کہ اکثر لوگ عصرِ ترکی کو علمی تخلف اور ادبی تأخر و انحطاط کا زمانہ گردانتے ہیں لیکن ان تمام موسوعات کا ظہورُ ان کی اس غلط فہمی کی کھلی اور واضح تردید کرتی ہے۔

عصرِ ترکی میں موسوعات کی بہتات کی وجہ سے اس دور کو عصرِ موسوعاتِ علمیہ سے موسوم کیا جاتا ہے اور یہ کچھ غلط بھی نہ تھا کیونکہ مشہور موسوعات جو عصر مملوکی میں منظر عام پر آئیں، وہ تقریباً وہی ہیں، جو امتداد زمانہ کے ساتھ رحاب فکر اسلامی میں موسوعات کے نام سے

---

[1] **ابن الأثیر:**

أحمد بن إسماعیل بن أحمد بن سعید، نجم الدین ابن الأثیر الحلبي الأصل، القاهري: مصر کے بہت بڑے کاتب تھے، ان کی مصنفات میں سے جوهر الکنز اور المختصر المختار من وفیات الأعیان شامل ہیں۔ 737 ہجری کو وفات پائی۔

زرکلی، خیر الدین بن محمود، الأعلام، ج:۱، ص:۱۹۷

Zarkalī, Khair al-Dīn bin Mahḥmūd, Alaʿlām, Vol 1, Pg# 197

[2] **یاقوت الحَمَوي:**

أبو عبد الله، شهاب الدین یاقوت بن عبد الله الرومي الحموي۔ بہت بڑے ثقۃ مؤرخ، لغوی، ادیب اور جغرافیہ کے أئمۃ میں سے تھے۔ 574 ہجری کو پیدا ہوئے۔ اصل میں روم سے تھے. بغداد میں عسکر بن إبراهیم الحموي نامی تاجر نے اس کو خرید لیا، اس کی کفالت کی، تعلیم دلوائی اور تجارتی اسفار میں مشغول رکھا۔ 596ھ میں اس کو آزاد کیا اور وہ اجرت پر کتابیں لکھا کرتے تھے۔ اس کے مولی نے اس کو کچھ مال دیا اور یوں اس نے تجارت شروع کی اور مختلف ممالک کے سفر کرتے رہے یہاں تک کہ وفات پائی۔ ان کی کتابوں میں معجم البلدان، إرشاد الأریب (معجم الأدباء)، المقتضب من کتاب جمهرۃ النسب، المبدأ والمآل، الدول، أخبار المتنبي اور معجم الشعراء وغیرہ شامل ہے۔ 626 ہجری کو وفات پائی۔

زرکلی، خیر الدین بن محمود، الأعلام، ج:۸، ص:۱۳۱

Zarkalī, Khair al-Dīn bin Mahḥmūd, Alaʿlām, Vol 8, Pg# 131

مشہور ہوئیں۔اس دور کے مشہور موسوعات میں لسان العرب، نهاية الارب في فنون العرب، و مسالك الابصار في ممالك الامصار، صبح الاعشى في كتابة الإنشاء، النجوم الزاهرة في ملوك مصر والقاهرة، الخطط للمقريزي، الدرر الكامنة اور الوافي بالوفيات ایسی موسوعات ہیں جن سے کوئی محقق عالم مستغنی نہیں ہو سکتا۔[1]

ذیل میں مذکورہ عصر کے چند مشہور موسوعات کا اجمالی تعارف کیا جاتا ہے تاکہ بعض لکھاریوں کے ذہن میں اس دور کے حوالے سے جو شبہات پیدا ہوئی ہیں اس کا ازالہ ہو جائے اور اس دور کی علمی مرتبت واضح ہو جائے۔

لسان العرب لابنِ منظور افریقی

محمد بن مکرم بن علي، ابو الفضل، جمال الدین ابن منظور الانصاری، الرویفعي، الافریقي، لغوي امام تھے۔رویفع بن ثابت الأنصاري کے نسب میں سے تھے۔630 ہجری کو قاہرہ(مصر) میں پیدا ہوئے۔ لغت، شعر و ادب کی تعلیم قاہرہ میں حاصل کی اور وہیں دیوان انشاء میں خدمات سر انجام دیں۔ پھر طرابلس میں قضاء کا عہدہ ملا۔ اس کے بعد مصر منتقل ہوئے اور وہیں 711 ہجری کو وفات پائی۔ زبان وبیان کے بادشاہ تھے۔ عربی زبان میں سب سے جامع مستند اور ضخیم لغت "لسـان العرب" کے مولف ہیں اور اپنے ہی خط سے تقریبا500 مجلدات لکھی۔ آخر عمر میں بصارت سے محروم ہوئے۔لسان العرب ،مختار الأغاني ،نثار الأزهار في الليل والنهار ،مختصر تاريخ دمشق لابن عساكر ،مختصر تاريخ بغداد للسمعاني وغیرہ کے مصنف ہیں۔

لسان العرب کو عربی زبان کا انسائیکلوپیڈیا کہا جاسکتا ہے۔ یہ لغت بڑے سائز کی بیس ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے۔ابنِ منظور نے اس موسوعہ میں حروف تہجی کی ترتیب سے مفردات کو جمع فرمایا ہے۔مثلاً اگر ہم کلمہ "عرب" اس موسوعہ میں ڈھونڈتے ہیں تو اس کو باب الباء فصل العین میں تلاش کریں گے۔یعنی کلمہ کے آخری حرف کو باب اور پہلے حرف کو فصل بنایا ہے۔ تاریخی اعتبار سے ابن منظور اس صدی کی پہلی شخصیت ہیں جنہوں نے عربی زبان کی ۲۰ جلدوں پر مشتمل ایک بہت بڑی معجم لکھی، جس میں تقریبا اسی ہزار الفاظ ذکر ہیں[2]۔

نہایۃ الارب فی فنون العرب لنویري

یہ کتاب احمد بن عبد الوهاب بن محمد بن عبد الدائم القرشي، التیمي، البکري، شہاب الدین النویري کی تصنیف ہے جو کہ بہت بڑے عالم تھے۔ تسلسل زمانی کے اعتبار سے امام نویری کا یہ موسوعۃ عصرِ موسوعات کا دوسرا موسوعہ ہے۔یہ موسوعۃ علم کے بہت سے رنگوں، مختلف قسم کی خبروں، ادب کے موضوعات، تاریخ کے واقعات، حکمت کے نمونوں اور کائنات کی نشانیوں پر مشتمل ہے۔اس کتاب کا منہج تمام طور جاحظ کی كتاب الحيوان اور ابن قتیبہ کی عيون الاخبار کی طرح ہے۔ آپ نے کائنات کے مختلف مخلوقات کو اپنا موضوعِ بحث بنایا ہے اور موضوعاتی منہج کو اپنا کر اس موسوعہ کی تشکیل فرمایا ہے۔

الوافی بالوفیات لصَلَاح الدِّین الصَّفَدي

صلاح الدین خلیل بن أیبک بن عبد اللہ الصفدی بہت بڑے أدیب، مؤرخ اور کثیر تصانیف کے مصنف تھے۔

---

1 مصطفی الشکعہ، مناهج التالیف عند العلماء العرب، ص:۵۹۱-۵۹۳
Musṭafā Al-Shakʿah, Manāhij al-tālīf ʿinda al-ʿulamāʾ al-ʿarab, Pg# 591-593

2 زرکلی، خیر الدین بن محمود، الأعلام، ج:۷، ص:۱۰۸
Zarkalī, Khair al-Dīn bin Maḥhmūd, Alaʿlām, Vol 7, Pg# 108

۶۹۶ ہجری میں صفد (فلسطین) میں پیدا ہوئے۔ دمشق میں تعلیم حاصل کی۔ لکھائی میں مہارت حاصل کی پھر ادب کی طرف متوجہ ہوئے۔ صفد و مصر اور حلب میں دیوان الإنشاء کو سنبھالا۔ تقریبا200 مصنفات کے مالک ہے۔الوافي بالوفيات ،الشـــعور بالعور ،نكت الهميان ، الغيث المسجم في شرح لامية العجم ،جنان الجناس ،تشنيف السمع في انسكاب الدمع ،دمعة الباكي ،أعيان العصر۔،ديوان الفصحاء ،جلوة المذاكرة ، المجاراة والمجازاة ،فض الختام في التورية والاستخدام ،تحفة ذوي الألباب فيمن حكم دمشق من الخلفاء والملوك والنواب ،الحسن الصريح في مئة مليح وغیرہ جیسی کتابوں کے مصنف تھے۔764 ہجری کو وفات پائی[1]۔

یہ موسوعہ مصنف مذکور کی ایک علمی کاوش ہے جو امام نویري کے ہم عصر اور بہت ساری کتابوں کے مصنف رہے ہیں۔ جن میں سے ایک "نكت الهميان في نكت العميان" ہے۔ اس کے علاوہ امام صفدی نے ابن خلکان کی مشہور کتاب "وفيات الأعيان "کا دقیق مطالعہ کیا اور ان سے رہی چیزوں کا استدراک کیا اور "الوافي بالوفيات "میں اس کو جمع کیا جو ایک مشہور موسوعہ ہے۔فوات الوفيات کے مصنف ابن شاکر الکتبی جو صلاح الدین الصفدی کے ہم عصر ہیں، نے کئی تراجم الوافي بالوفيات سے لئے ہیں جن کی تعداد ۶۰۰ سے زیادہ ہے۔

فوات الوفيات لصَلَاح الدِّين الدمشقي

صلاح الدین محمد بن شاکر بن أحمد بن عبد الرحمن الکتبي، الدارانيّ، الدمشقيّ بہت بڑے مؤرخ اور ادب کے عالم تھے۔ داریا(دمشق) میں پیدا ہوئے۔ دمشق میں پلے بڑھے اور وہی 764 ہجری کو وفات پائی۔ نہایت ہی غریب آدمی تھے۔ کتابوں کی تجارت شروع کی اور بہت سامال کمایا۔ ان کی اہم تصنیفات میں سےفوات الوفيات اور عيون التواريخ وغیرہ شامل ہے۔[2]جب کہ اُن کا دوسرا موسوعہ عيون التاريخ چھ جلدوں پر مشتمل ہے، یہ تاریخ کا نہایت ہی مفید موسوعاتی مجموعہ ہے۔

مسالک الابصارلابن فَضْل الله العُمَري

شھاب الدین أحمد بن یحیی بن فضل الله القرشي، العدوي، العمري بہت بڑے مؤرخ تھے۔ ممالک، مسالک، خطوط، أقالیم اور بلاد کے علوم میں ماہر تھے۔ اِنشاء اور کتابت میں ماہر تھے۔ اپنے دور کے بڑے تاریخ دان تھے، خصوصا مغل شہنشاہوں کی تاریخ کے ماہر تھے، جو چنگیز خان سے لے کر اس کے دور تک تھی۔ دمشق میں 700 ہجری کو پیدا ہوئے اور وہیں 749 ہجری کو وفات پائی۔ ان کی مصنفات میں سے مسالك الأبصار في ممالك الأمصار ،مختصر قلائد العقيان،ممالك عباد الصليب ،الدائرة بين مكة والبلاد و التعريف بالمصطلح الشريف،فواضل السَّمر في فضائل آل عمرأربع مجلدات، يقظة الساهر وغیرہ شامل ہے[3]۔

''مسالک الابصار''شہاب الدین العمری کا مشہور موسوعہ ہے جو تاریخ و شہرت کے اعتبار سے تیسرا موسوعہ ہے۔ یہ موسوعہ المجمع الثقافی، ابو ذوبیٔ سے ۲۷ جلدوں میں چھپا ہے۔ اس کا منہج تالیف کچھ یوں ہے۔

---

1 زرکلی، خیر الدین بن محمود، الأعلام، ج:۲، ص:۳۱۵

Zarkalī, Khair al-Dīn bin Maḥhmūd, Ala`lām, Vol 2, Pg# 315

2 زرکلی، خیر الدین بن محمود، الأعلام، ج:۱، ص:۲۶۸

Zarkalī, Khair al-Dīn bin Maḥhmūd, Ala`lām, Vol 1, Pg# 268

3 زرکلی، خیر الدین بن محمود، الأعلام، ج:۶، ص:۱۵۶

Zarkalī, Khair al-Dīn bin Maḥhmūd, Ala`lām, Vol 6, Pg# 156

ا۔ مشاہداتی منہج: یعنی مشاہدہ اور رؤیت کے ذریعے روایت کا طریقہ جو اُن کے وقت کے مصر، شام اور حجاز کے واقعات نقل کرتے ہوئے نظر آتا ہے۔

۲۔ سماعی منہج: اس منہج میں صاحب کتاب ان تاجروں اور زائرین سے روایت لیتے تھے جنہوں نے خود ان ممالک کا سفر کیا ہوتا ہے اور ان کے احوال سے باخبر ہوتے ہیں۔

۳۔ متون سابقہ سے نقل کے ذریعے روایت کا طریقہ: یہ منہج انہوں نے بہت کم اپنایا ہے۔ جب کبھی ان کو قدیم تاریخی روایات کا ذکر کرنا ہوتا ہے تو سابقہ کتب مثلا تاریخ طبری، تاریخ دمشق لابن عساکر اور رشید الدین کی جامع التواریخ وغیرہ سے نقل کرتے تھے۔ یہ علمی منہج جو انہوں نے اپنایا ہے ان کے کام کی اہمیت کو مزید بڑھا دیتا ہے۔

صبح الاعشیٰ فی صناعۃ الانشاءلِلقَلْقَشَنْدي

أحمد بن علي بن أحمد الفزاري، القلقشندي، القاهري بہت بڑے مؤرخ اور ادب کے عالم تھے۔ قلقشندة (قليوبية) میں 756 ہجری کو پیدا ہوئے۔ قاہرہ میں پلے بڑے اور وہیں 821 ہجری کو وفات پائی۔ ایک علمی گھرانے سے ان کا تعلق تھا۔ ان کے خاندان میں بہت سے علماء پیدا ہوئے۔ ان کی اہم تصنیفات میں سے صبح الأعشى في قوانين الإنشا،حلية الفضل وزينة الكرم في المفاخرة بين السيف والقلم ،قلائد الجمان في التعريف بقبائل عرب الزمان ،ضوء الصبح المسفر اور نهاية الأرب في معرفة أنساب العرب وغیرہ ہیں[1]۔

" صبح الاعشیٰ "القلقشندي کی فن کتابت اور اس کی تاریخ واصول کا بہترین مجموعہ ہے۔ یہ ضخامت اور نفاست میں اپنی مثال آپ ہے۔ تاریخ کے اعتبار سے یہ چوتھا موسوعۃ ہے۔ اس موسوعۃ کے علاوہ بھی قلقشندی نے نفیس کتابوں کا بہت بڑا ذخیرہ چھوڑا ہے۔ آپ اپنے دور کے اُن ادباء کے منہج پر چلے ہیں جن کو مدرسہ انشائیہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ اس کتاب میں آپ نے اجناس، ترصیع، تضمین، توریہ، مقابلہ اور طباق جیسے محسناتِ بدیعیہ سے لبریز عبارات کو شامل کیا ہے۔

المواعظ والاعتبار بذكر الخطط والآثار المعروف بخطط المقريزى

ابو العباس أحمد بن علي بن عبد القادر، الحسيني العبيدي، تقي الدين المقريزي، القاهروی[2] دیار مصر کے بڑے مؤرخ تھے۔ اَصل میں بعلبکّ سے تعلق رکھتے تھے۔ 766 ہجری کو قاہرہ میں پیدا ہوئے اور وہیں 845 ہجری میں وفات پائی۔ کئی دفعہ خطابت اور امامت کے عہدے پر فائز ہوئے۔ ان کی تصنیفات میں سے المواعظ والاعتبار بذكر الخطط والآثار (خطط المقريزي،السلوك في معرفة دول الملوك ،تاريخ الأقباط ،البيان والإعراب عما في أرض مصر من الأعراب،التنازع والتخاصم في ما بين بني أمية وبني هاشم ،شذور العقود في ذكر النقود ،تجريد التوحيد المفيد ،إمتاع الأسماع بما للرسول من الأبناء والأموال والحفدة والمتاع ،تاريخ بناء الكعبة وغیرہ شامل ہے۔

امام سخاوي فرماتے ہیں: میں نے ان کے اپنے ہی خط سے پڑھا ہے کہ ان کی تصنیفات 200 سے بڑھ کر تھی۔

---

1 زرکلی، خیر الدین بن محمود، الأعلام، ج:۱، ص:۱۷۷

Zarkalī, Khair al-Dīn bin Maḥhmūd, Alaʿlām, Vol 1, Pg# 177

2 زرکلی، خیر الدین بن محمود، الأعلام، ج:۱، ص:۱۷۸

Zarkalī, Khair al-Dīn bin Maḥhmūd, Alaʿlām, Vol 1, Pg# 178

شیخ تقي الدين تاریخی ترتیب کے اعتبار سے قلقشندي کے بعد منظر عام پر آئے اور اس موسوعۃ کی وجہ سے ان کا نام مسلمان مؤرخین کے صف اول میں شمار ہونے لگا۔ اس کتاب میں انہوں نے مصر کے احوال نقل کئے ہیں۔ انہوں نے سیدنا عمرو بن العاصؓ کے ہاتھوں مصر کی فتح کے بعد اہلِ مصر کے عقائد، وہاں کے مسلمانوں کے درمیان موجود تباہ کن عقائد، مختلف فرقے، وہاں موجود مدارس جن کی تعداد تقریباً ۷۳ تھی، مساجد اور معابد، غیر مسلم مذاہب، یہود و نصاریٰ جو کہ مصر اور قاہرہ میں موجود تھے، ان کا بھی ذکر کیا ہے۔

تہذیب التهذيب لعَسْقَلَاني

أبو الفضل، شهاب الدين، ابن حَجَر أحمد بن علي بن محمد الكناني العسقلاني علم اور تاریخ کے جليل القدر امام تھے۔ اَصل میں عسقلان (فلسطين) علاقے سے تھے۔ 773 ہجری کو قاہرہ میں پیدا ہوئے اور وہیں 852 ہجری کو وفات ہوئی۔ پہلے اَدب اور شعر سے واسطہ پڑا، پھر علم حدیث کی طرف متوجہ ہوئے اور یمن اور حجاز کی طرف علمی اسفار کا سلسلہ شروع کیا اور ایک مشہور انسان بن گئے اور اپنے وقت کے حافظ الاِسلام مشہور ہوئے۔ ابن حجر ایک فصیح زبان، وجیہ چہرہ والے، علم شعر پر عبور رکھنے والے، متقدمین کے احوال اور متأخرین کے احوال سے باخبر انسان تھے۔ کئی دفعہ مصر کے قاضی کا عہدہ دیا گیا۔ صاحب مصنفات عدیدہ ہیں، مثلاً الكامنة في أعيان المئة الثامنة ، لسان الميزان ،الإحكام لبيان ما في القرآن من الأحكام ،الكافي الشاف في تخريج أحاديث الكشاف ،تقريب التهذيب ،الإصابة في تمييز أسماء الصحابة ،تعجيل المنفعة بزوائد رجال الأئمة الأربعة ،بلوغ المرام من أدلة الأحكام ،المجمع المؤسس بالمعجم المفهرس ،تحفة أهل الحديث عن شيوخ الحديث ،فتح الباري في شرح صحيح البخاري ،التلخيص الحبير في تخريج أحاديث الرافعي الكبير ،بلوغ المرام من أدلة الأحكام ،سبل السلام في شرح بلوغ المرام وغیرہ آپ کی تصنیفات میں شامل ہیں[1]۔

" تہذیب التهذيب" ابن حجر کی تصنیف ہے جو حافظ مزیؒ کی کتاب کی شرح ہے جو انہوں نے امام مقدسی کی "كتاب الكمال" کی شرح کے طور پر لکھی ہے۔ ابنِ حجرؒ حافظ الاِسلام اور شیخ الاسلام کے القابات سے مشہور ہوئے۔ اس کے علاوہ ان کی مشہور موسوعات میں سے رجال الحدیث کے موضوع پر بارہ جلدوں میں، "الدرر الكامنة في اعيان المائة الثامنه" پانچ جلدوں میں اور "لســان الميزان" تراجم کے موضوع پر چھ جلدوں میں شامل ہیں اور اس کے علاوہ ان کی دو ایسی مشہور کتابیں ایک "الاصــابة في تمييز الصــحابة" اور دوسرا "فتح الباري في شرح حديث البخاري" ہیں جو سب کتابی مجموعوں پر غالب ہیں۔

امام ابنِ حجرؒ نے تهذيب التهذيب کی ترتیب حروف معجم کے اعتبار سے رکھی ہے اور علامت کے طور پر مختلف کتب کے لئے الگ الگ علامتی حروف ذکر کئے ہیں۔ مثلاً صحاح ستہ کے لئے "ع"، بخاری کے لئے "خ"، مسلم کے لئے "م" اور ابو داؤد کے لئے "د" وغیرہ۔

النجوم الزاهرة في ملوك مصر والقاهرة لابن تَغْري

أبو المحاسن، جمال الدين يوسف بن تغري بردي بن عبد الله الظاهري الحنفي 813 ہجری کو قاہرہ میں پیدا ہوئے اور 874 ہجری کو دمشق میں وفات پائی۔ قاہرہ کے بڑے مؤرخین میں سے تھے۔ علم فقہ، ادب اور حدیث میں مہارت حاصل کی اور تاریخ میں نام کمایا۔ بہت اہم اور نفیس

---

1 زرکلی، خیر الدین بن محمود، الأعلام، ج:۱، ص:۱۷۸

Zarkalī, Khair al-Dīn bin Mahḥmūd, Alaʿlām, Vol 1, Pg# 178

کتابوں کے مصنف رہے ہیں، مثلاالنجوم الزاهرة في ملوك مصر والقاهرة ، المنهل الصافي والمستوفي بعد الوافي ، مورد اللطافة في من ولي السلطنة والخلافة ، حوادث الدهور في مدى الأيام والشهور ، البحر الزاخر في علم الأوائل والأواخر ، حلية الصفات في الأسماء والصناعات وغیرہ[1]۔

" **النجوم الزاهرة في ملوك مصر- والقاهرة** "ابن تغري بردي کا مشہور زمانہ بیش بہا موسوعہ ہے۔ جس میں فاضل مصنف نے مختلف مؤرخین کے اقوال جمع کئے ہیں۔ پھر یکے بعد دیگرے ان بادشاہوں اور ان کے دور حکومت میں ہونے والے واقعات کا ذکر ترتیب وار کیا ہے جنہوں نے مصر پر حکومت کی، جس کی ابتداء انہوں نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کی حکومت سے کی۔

الضوء اللامع في أعيان القرن التاسع للسخاوي

شمس الدین محمد بن عبد الرحمن بن محمد، السخاوي بڑے قابل حجت مؤرخ اور حدیث، تفسیر اور ادب کے بڑے نامور عالم گزرے ہیں۔ اَصل میں سخا(مصر) سے تعلق رکھتے ہیں۔ 831 ہجری کو قاہرہ میں پیدا ہوئے اور902 ہجری کو مدینہ میں وفات پائی۔ سیاحت کے میدان میں ان کا بڑا نام تھا۔ ان کی تصنیفات 200 سے بڑھ کر تھی۔ جن میں مشہور یہ ہیں:الضوء اللامع في أعيان القرن التاسع ،شرح ألفية العراقي،المقاصد الحسنة، القول البديع في أحكام الصلاة على الحبيب الشفيع، الإعلان بالتوبيخ لمن ذم التأريخ ،الجواهر المكللة في الأخبار المسلسلة ،الشافي من الألم في وفيات الأمم،تاريخ المدينتين،تاريخ المحيط،طبقات المالكية،تلخيص تاريخ اليمن،تلخيص طبقات القراء،الرحلة السكندرية[2]۔

امام السخاوي کا موسوعہ "الضوء اللامع في اعيان القرن التاسع "کے نام سے مشہور ہے جو بارہ جلدوں میں چھپا ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے تعلیم و تعلم میں شاگردی کا حق ادا کر کے اپنے استاد کے بارے میں "الجواهر والدرر في ترجمة شيخ الاسلام ابن حجر "کے نام سے ایک کتاب بھی لکھی ہے۔

نتائج بحث

مقالہ میں ذکر شدہ مباحث کا بغور مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اس دور کے حوالے سے جو بات زبان زدِ عام ہے کہ علمی اعتبار سے عصرِ ترکی انحطاط کا شکار رہی ہے، یہ بات کسی حد تک صحیح ہے لیکن اس کی صحت مِن حیث الکل مسلم نہیں۔ قول ثانی کے تعلیلات ونتائج ذیل میں مذکور ہیں۔

1. عصر ترکی علمی انحطاط اور ادبی تاخر کا دور نہیں جس طرح کہ عام تاثر ہے۔
2. اس دور میں متعدد بنیادی اصول وعلوم پر بیش بہا کام ہوا ہے۔ حدیث، تاریخ، فقہ، لغت وغیرہ کا کافی ذخیرہ بالخصوص اس دور میں یا تو تشریح کئے گئے ہیں یا خلاصہ کئے گئے ہیں، جس کا تذکرہ اس مقالے کا اصل مقصد ہے۔
3. عصر ترکی کو درست طور پر "موسوعات علمیہ کا دور" کہا جا سکتا ہے۔
4. تاتاریوں کے حملہ کی وجہ سے علم ضائع ضرور ہوا تھا لیکن اصل علم پھر بھی موجود تھا۔

---

1 زرکلی، خیر الدین بن محمود، الأعلام، ج:۸، ص:۲۲۲

Zarkalī, Khair al-Dīn bin Mahḥmūd, Alaʿlām, Vol 8, Pg# 222

2 زرکلی، خیر الدین بن محمود، الأعلام، ج:۶، ص:۱۹۴

Zarkalī, Khair al-Dīn bin Mahḥmūd, Alaʿlām, Vol 6, Pg# 196

5. اس مقالہ کے مندرجات سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ انسائیکلوپیڈیا کا فن مسلمانوں کی ایجاد ہے۔